مہدی قلی دکنی، ہمارا ثقافتی ورثہ' منزا پرنٹنگ کارپوریشن اسلام آباد۔ ۱۹۹۳ء، ۱۲۰ ص ص، قیمت مجلد ۸۰ روپے

عربی زبان کا لفظ "ثقافت" ہمہ گیر معنوں میں استعمال ہوا کرتا ہے۔ یہ دراصل تہذیب و تمدن کی اعلیٰ ترقی کا نام ہے۔ اس میں طبعی، ذہنی اور روحانی سب ہی طرح کی ترقی شامل ہے جو تربیت اور تجربے پر منحصر ہوا کرتی ہے۔ بادی النظر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ثقافت عوام الناس کی مکمل زندگی کا ایک عکس ہے۔ اس میں لوگوں کی تہذیب و تمدن، گذر و معاش، رہن سہن کے طریقے، لباس، رسوم و رواج، سوچ بچار، اعتقاد اور خواہشوں کا بیان آجاتا ہے۔

غرض ثقافت کسی قوم، گروہ یا جماعت کی معاشرتی، اخلاقی، ذہنی اور فنی خوبیوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس کی مدد سے اس کی حیثیت کسی دوسری قوم، گروہ یا جماعت سے الگ قرار دی جاسکتی ہے۔ یہ ثقافت ہی ہے جس کی مدد سے اس قوم، گروہ یا جماعت کے نظریے، عمل، اصول، دستور اور روایات کا پتہ چلتا ہے۔

ثقافت کی نہایت ہی واضح تعریف انقلاب اسلامی ایران کے بانی امام خمینی نے یوں بیان فرمائی ہے:

> کسی معاشرے کے وجود میں بنیادی حیثیت رکھنے والے اہم ترین اور اعلیٰ ترین عوامل میں سے ایک اس معاشرے کی ثقافت ہے۔ بنیادی طور پر ثقافت ہی معاشرے کو تشخص اور وجود بخشتی ہے۔ معاشی، سیاسی، صنعتی اور عسکری میدانوں میں کوئی قوم کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو اگر اس کی ثقافت (اپنی اصل راہ سے) منحرف ہوجائے تو وہ اندر سے کھوکھلی اور کمزور ہوجائے گی۔ اگر کسی معاشرے کی ثقافت کا سرچشمہ کسی مخالف ثقافت سے چھوٹنے لگے تو لامحالہ اس کے دیگر شعبے بھی مخالف سمت کی طرف مائل ہوجائیں گے، یہاں تک کہ وہ مخالف سمت میں تحلیل ہو کر تمام پہلوؤں میں اپنا وجود کھو بیٹھے گی۔

اسلامی ثقافت کا سرچشمہ قرآن پاک، حدیث اور فلسفہ مذہب ہے۔ امت مسلمہ کا تشخص ان ہی عناصر سے عبارت ہے۔ صراط مستقیم ہی ثقافت اسلامیہ کی اصل راہ ہے۔ اس ثقافت کی اساس

اس نظریے پر ہے جو ایقان و ایمان کا درجہ رکھتا ہے کہ انسان اور کائنات کی تخلیق ایک ایسی بالاتر ہستی کی رہن منت ہے کہ جو قادر مطلق، حکیم و بصیر اور مدبر کل ہے۔ جس نے انسان کو پیدا کیا اور ارض و سما کے جملہ وسائل اس کی دسترس میں دے دیئے۔ جس نے انسان کو خلیفۃ الارض کے منصب سے بہرہ ور کیا۔ جس نے اس کی ہدایت کے لئے اس کے سینے میں ضمیر کی روشنی رکھی اور بیرونی طور پر انبیائے کرام اور کتب سماوی کا سلسلہ قائم رکھا اور نجات کا راستہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنا قرار دیا۔ جس نے دنیا کو آخرت کی کھیتی بنا کر آئندہ زندگی کے سامان اور حساب کتاب کی بنیاد ٹھہرایا۔ اسی عقیدے، اسی ایمان اور اسی ایقان کا نام توحید ہے اور یہی ہماری ثقافت اسلامیہ کی بنیاد ہے۔ گویا اسلام نے جس ثقافت کو پیش کیا؟ وہ بنی نوع انسان کی دینی اور دنیوی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔

زیر نظر کتاب کے فاضل مصنف جناب مہدی قلی رکنی نے اسی اسلامی ثقافت کے خدوخال اجاگر کئے ہیں، اس کی اہمیت و افادیت کو دائرہ نور میں لایا ہے اور دیگر تہذیب و ثقافت کا تقابل کر کے اس کی حقانیت کو ہویدا کیا ہے۔ مغربی تہذیب و ثقافت کے باد سموم سے امت مسلمہ کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے نہایت اثر انگیز پیرایۂ بیان بھی اختیار کیا ہے، وھو ہذا:

> اب ہم کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ کیا مغربی تمدن مائل بہ زوال نہیں ہے، اور اگر اس کا جواب یہ ہو کہ واقعی مغرب تو پہلے ہی سے سقوط اور زوال کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے تو پھر ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنے آپ کی طرف واپس ہوں اور اپنے آپ کو پہچاننے کے بعد اپنے تمدن کو اپنی ثقافتی میراث کی بنیادوں پر استوار کرنے کی از سر نو کوشش کریں کیونکہ اسی میں ہماری تہذیب کی بقا اور ہمارے تمدن کی فلاحیت کا راز مضمر ہے۔

آقائے مہدی قلی رکنی کی فارسی زبان میں لکھی ہوئی اس گراں قدر، بصیرت افروز اور فکر انگیز کتاب کا اردو ترجمہ جناب منیر الحسن جعفری صاحب نے نہایت خوبی سے کیا ہے۔ زبان سادہ سہل اور شگفتہ ہے۔ کہیں گنجلک اور ابہام کا شائبہ نہیں! مصنف کے منطقی دلائل کو نہایت واضح اور با اثر انداز میں ترجمہ کر کے پیش کیا گیا ہے۔

معروف ادیب جناب سید محمد رضوی بلتستانی نے نہ صرف ترجمہ شدہ مسودے پر نظر ثانی فرمائی ہے بلکہ زیر تبصرہ کتاب کو اپنی "تمہید" سے مزین بھی کیا ہے جو اپنی جگہ خود ایک فکر انگیز تحریر ہے۔

۱۲۰ صفحات پر مبنی، اس کتاب کو منزا پرنٹنگ کارپوریشن اسلام آباد نے نہایت اہتمام سے نفیس کاغذ اور عمدہ کمپوزنگ میں شائع کیا ہے۔چہار رنگی گردپوش اور دیدہ زیب ڈیزائن نے کتاب کے حسن میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔اتنی دلآویز پیشکش کی قیمت صرف اسی روپے رکھی گئی ہے جو پڑھنے والے کی استطاعت کے لئے گراں بار نہیں۔

امید ہے اردو زبان میں ترجمہ کی ہوئی اس کتاب کی ہاتھوں ہاتھ پذیرائی ہوگی اور آج کے مادی دور میں جب چہار جانب سے مغربی تہذیب کی یلغار ہے، اس تصنیف کی مدد سے اسلامی ثقافت کو بچانے کے لئے مناسب اقدامات کیے جائیں گے کہ یہ وقت کی ضرورت بھی ہے اور مذہبی فریضہ بھی!

ڈاکٹر محمود الرحمن